مِرَاةُ الْمِعْرَاجُ النَّبِی

THE FACTUAL PERCEPTION OF ACCESSION OF THE PROPHET (pbun)

جملہ (20) مفید سولات و جوابات پر مشتمل
(comprises total 20 worthwhile question answers)

الحاج سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری یم۔یس (الکٹرانکس)

سابق متہم پولیس حیدرآباد

فرزند و جانشین حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

مِرَاۃُ الْمِعْرَاجُ النَّبِی

THE FACTUAL PERCEPTION OF ACCESSION OF THE PROPHET (pbun)

معراج النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم حقیقت کے آئینہ میں

جس کیلیے اقتباسات

تفسیر صدیقی و غنیۃ الطالبین سے استفادہ کیا گیاح

مرتبہ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری ایم۔ایس (الکٹرانکس)

سابق مہتمم پولیس، حیدرآباد

فرزند و جانشین خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ

اسم تصنیف

مِرَاۃُ الْمِعْرَاجُ النَّبِی

موضوع

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب واہتمام

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

پروف ریڈنگ

سنہ اشاعت

2005ء

تعداد طبع اول

ناشر

لطیف اکیڈمی پبلیکیشنز

ٹولی چوکی، حیدرآباد۔ فون 040-23568160

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ

لمعان کمپیوٹر گرافکس چھتہ بازار حیدرآباد۔ سل: 9440877806

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِرآۃُ المِعْرَاجُ النَّبی

جوابات کیلئے سوالات پر کلک (click) کریں۔

Page No	Questions	SL.No
2	معراجِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فلو چارٹ کے ذریعہ معراج شریف کے واقعہ کو واضح کرو؟	1
3	معراج النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش لفظ (Preface) کے طور پر معراج کے واقعہ کے اہم پہلوں کو قرآن و حدیث کے روشنی میں سمجھاؤ ؟	2
9	حضرت قبلہ لطیف قادریؒ کی نعتِ شریف پیش کرو؟	3
10	تفسیر صدیقیؒ کی روشنی میں معراجِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کا ترجمہ و تفسیر بیان کرو؟	4
11	قرآن وحدیث شریف سے استنباط (Deducing) کرنے کے چند ضروری امور پر روشنی ڈالو؟	5
22	کیا معراجِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعہ ہونا ممکن ہے؟	6
23	آنحضرتؐ پہلے مسجدِ اقصیٰ کی طرف پہنچنے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟	7
24	کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں اللہ تعالیٰ دیدار ہوا؟	8
26	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزۂ معراج (Accesion) عطاء کرنے میں کیا حکمتِ الٰہی ہے؟	9
26	دیکھو! بندے تو ہم بھی ہیں تو کیا ہم کو بھی معراج ہوسکتی ہے؟	10
28	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج میں قربتِ الٰہی سے تشبیہ قابِ قوسین (دو کمانوں کے فاصلے) دینے کی کیا وجہ ہے؟	11
29	اسرا (معراج) کے متعلق مختصر مگر جامع بیان کرو؟	12
38	بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ کا سفر کے واقعات معراجِ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واضح طور پر بیان کرو؟	13

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ (Introduction)

الشیخ خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

2/ مئی (1919) تا 24/جون (1972)

پدر ماجد سیدی و مرشدی ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مؤمن علی شاہ قادری چشتی کا شمار سادات گھرانے کے نامور صالحین واقطابِ زمانہ میں ہوتا ہے حضرت قبلہؒ اپنے جداعلیٰ حضرت محبوب سُبحانی غوثِ الاعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی ونورِ نظر ہیں آپؒ کی پوری زندگی بہتر ین اخلاق وکردار صبر وشکر الہیٰ کا نمونہ رہی ۔آپؒ کو ربُّ العزت حق سحانہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور چشم بیناً سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار مریدیں معتقدین آپ کی تعلیم وتربیت اور صحبتِ بابرکت سے فہم صحیح اور تزکیہ نفس سے آراستہ ہوتے رہے۔ مجھ کمتر پر بھی آپؒ کی خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔اُسی سلسلہ تعلیم کو عام فہم انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مجھ فقیر حقیر نے یہ درسی کُتب کی ترتیب واِشاعت کے اہم کام کی شروعات کی ہے اور بفضل تعالیٰ دینیاتی اور اخلاقی نظریہ فکر کی تکمیل میں کُتب عرفانی شائع کیئے جارہے ہیں جو نہایت عام فہم ہیں۔ بلکہ حسب ضرورت انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

گوکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے لیکن میرے والدین کے منشیٰ کی تکمیل ہے میں یہ کتاب جو واقعہ معراج النبی ﷺ کو حقائق کے آئنہ میں پیش کرنے کے طور پر ترتیب دی گئی ہے میرے پدر ماجد

Back to Questions

عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نذر کرتا ہوں۔اور اِسے اُنکی کی نظر کرم کا صلہ تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ جو کتب زیرطباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

1) صراطِ مستقیم وراہِ سلوک 2) مراءت معراجِ المبارک

3) غزواتِ نبوی ﷺ 4) فضائل رمضان المبارک

5) طریقہ ومسائل حج وعمرہ 6) آسان علم تجویدِ قرآن

۷)بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات(سوال وجواب پرمبنی)چار حصوں میں بچوں کیلئے۔

ان کتب کے علاوہ جو زیرترتیب وتکمیل کتب ہیں وہ کشکول قادریہ(حقائق ومعارف پرمبنی) نقشِ قدم رسول ﷺ(ائمہ ومجتہدین اورفنِ حدیث کے متعلق) ہیں۔مزید ٹلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہورہے ہیں تاکہ قرآن فہمی کو خصوصا طلباء وطالبات میں عام کیا جاسکے۔بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہورہے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشد ین کامل کے وسیلہ وطفیل میں میری سعی کو اپنی مقبولیت سے سرفراز فرمائے اور میری جانی انجانی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔آمین!

خادم

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری

یم یس (الکٹرانکس) سابق مہتمم پولس حیدرآباد

ربیع اول ۱۴۲۶ھ اپریل ۲۰۰۵ء

Back to Questions

معراج النبی ﷺ پہ اک نظر

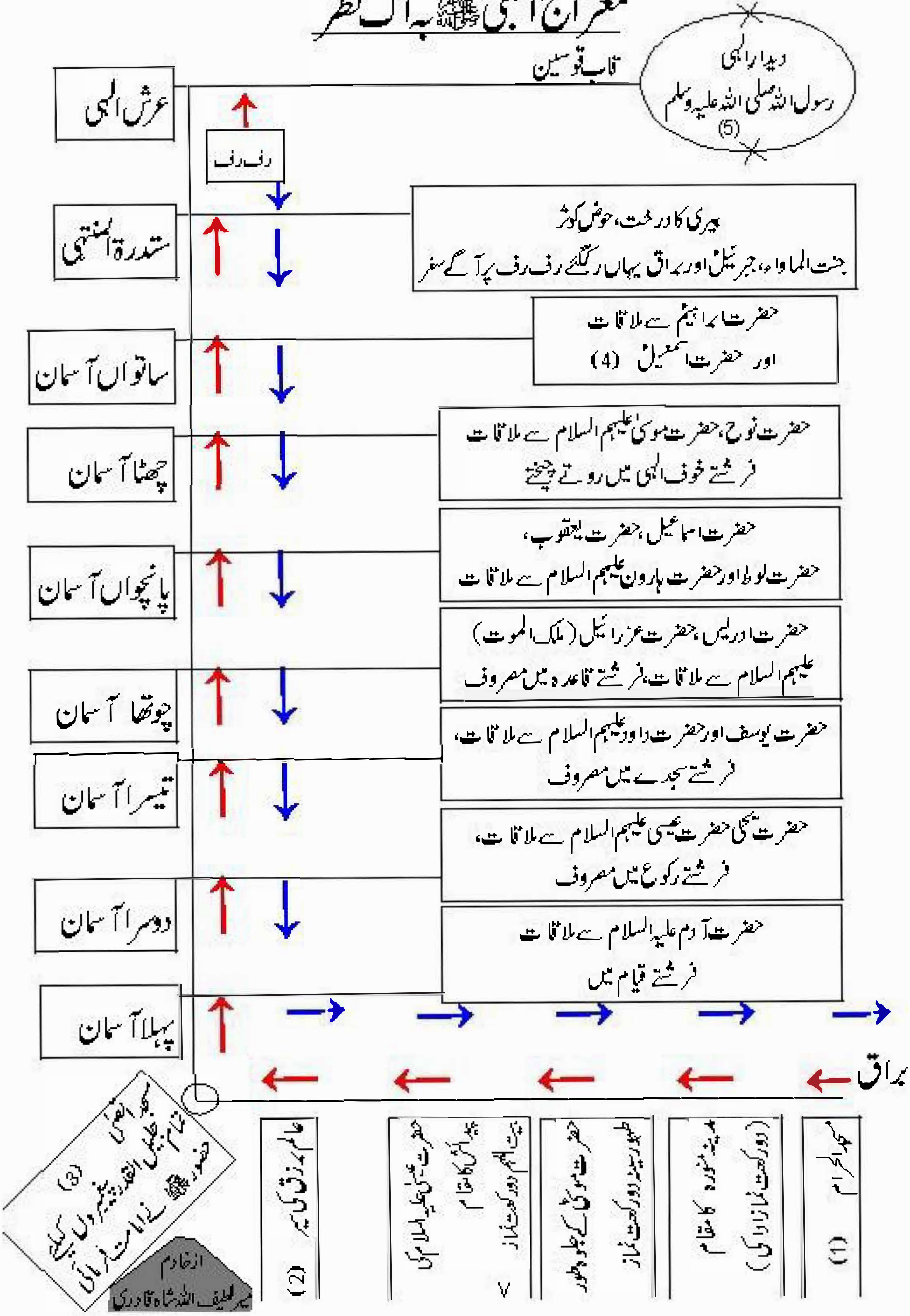

Back to Questions

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحمَدُہٗ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیم

امابعد

ساری تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے ہمیں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا فرمایا اپنی اوراپنے حَبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرفراز فرمایا۔ حالانکہ ہم گناہ گار اس باری تعالیٰ کی کرم نوازی کے قابل نہ تھے۔ الحمدللہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ ہمیں بروز قیامت سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے گا۔ اور گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج نبویؐ ایک عظیم معجزہ ہے۔ معراج کے واقعہ کے متعلق قرآن شریف میں سورۃ بنی اسرائیل سورۃ النجم اور سورہ التکویر میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد حدیثوں میں معراج کی تفصیلی واقعات کا ذکر ہے۔ معراج کا واقعہ نصِ قرآن سے مسجد اقصاء تک تو ثابت ہے جو حجت قطعی ہے۔ لہذا اس کا منکر کافر یا منافق ہے۔

دیگر احادیث سے عرشِ اعظم تک جانا اور دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہونا ثابت ہے۔ چونکہ احادیث متواتر نہیں ہیں۔ لہذا اِنکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ مگر ائمہ اہل بیت سے آیت قرآن ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ (سورۃ النجم ۸،۹) کی تفسیر میں خدائے تعالیٰ ہی مراد ہیں۔ لہذا ہم کو اس پر بھی یقین رکھنا چاہئے۔ (حسرت صدیقی)

مومن نہیں جو اس میں کرے فرق ذرا بھی   اللہ کا فرمان ہے فرمان محمد ﷺ

معراج کے واقعہ کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے پہلے انکار کرنے والوں میں ابوجہل ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ معراج نبوی روحانی اور جسمانی (Spritual and corpurial) ہونے کے قائل ہیں۔ آپ کی اس تصدیق پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''صدیق'' (یعنی سچا، تصدیق کرنے والا) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ جس سے یہ بات عیاں (معلوم) ہوتی ہے کہ جو معراج کے واقعہ پر ایمان (یقین) رکھتا ہے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے یا شک کرتا ہے وہ ابوجہل سے ہے۔

موجودہ اڈوانس ماڈرن ماحول میں جبکہ دینی علم وفہم سے دوری بڑھتی جارہی ہے تو یہ محسوس کیا گیا کہ واقعہ معراج کو ''حقائق کے آئینہ'' میں دیکھ کر سمجھا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ کا نام ''مراۃ معراج النبی ﷺ'' (The Factual Perception of Accession) رکھا گیا ہے۔ اس مضمون پر بہت سے بڑے بڑے حضرات نے بیان فرمایا ہے۔ ہم بھی اپنی مقدور کے مطابق سمجھنے اور اسکو بیان کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ (World After death)، عالم ارواح (World of Souls) اور عالم علوی (Sublim world) یعنی آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنے ہزارہا خاص نشانیوں تجلیات (Devine Refulgence) کا مشاہدہ کرایا اور خصوصاً اپنے دیدار (ملاقات) سے مشرف فرمایا تو یہ ضروری ہوگا کہ ہم پہلے اللہ تعالیٰ اور بندے کے ربط اور تجلیاتِ ربانی کے متعلق جانیں تاکہ معراج کے واقعہ کو صحیح طور سے سمجھنے میں سہولت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہمت وہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے کیا حسن کا اپنے جلوہ
روئے محبوب ﷺ کو آئینہ بنا کر اپنا — حسرتؔ صدیقی

Back to Questions

اشیاء (مخلوقات) کی حقیقتوں (Facts) کو جس طرح کہ وہ ہیں طاقت بشری (Human Capability) کے موافق جانا ''حکمت'' (Wisdom) ہے۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا یعنی ''اللہ تعالیٰ جسکو خیر کثیر عطا کرتا ہے تو اسکو حکمت سے سرفراز فرماتا ہے۔''

1) **اللہ تعالیٰ** (God Almighty):

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌO وجود بالذات (Absolute Being) صرف اللہ تعالیٰ کا ہے جو یکتا ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُO وہ بے نیاز (Independent) اور لاتغیر (Unvariable and undividable) ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْO نہ اسکے بیٹے بیٹیاں ہیں نہ ماں باپ۔

وَلَمْ يَكُن لَهُ كُفُوًا اَحَدٌO کوئی اسکا کفو نہیں، برابر کا نہیں۔ وہ بے نظیر (Unparalell) ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے۔ ایک ہے اسکا کوئی شریک (Patner) نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

2) **مخلوق** (Creature): اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے وہ سب اُسکی مخلوق (Creature) ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وجود بخشا (Bestowed with Existiners) مخلوق (اشیاء) کا ذاتی وجود (Own Existence) نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ یعنی دیا ہوا (Bestowed) ہے لہذا بندہ (Servant) بالعرض (عارضی) (Contingent being) موجود ہے۔ اور بندہ فانی ہے اور باقی صرف اللہ تعالیٰ رہے گا۔

3) **اللہ تعالیٰ اور بندے میں ربط** (Conection): غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ ہم کون ہیں؟ ہم اپنے آپ کو دیکھیں تو اعتباری (Hypostatic or contingent) ہیں۔ خدا کو دیکھیں تو حقیقی (Factual or Absolute) ہیں۔ کیوں کہ حقیقت (Fact) جسے کہتے ہیں وہ ''وجود'' ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ ہر شئے یا بندہ حقیقت اور وجود کے لحاظ سے یا تو وجود (Absolute Being)

Back to Questions

ہے جو تعین لیا (Confine) ہوا ہے۔ یا پھر تعین (Confingent) ہے جو وجود کو عارض (Dependent) ہوا ہے۔

اب ہم اللہ تعالیٰ اور اسکے بندہ کے ربط (Connection) کو سادے (Simple) الفاظ میں یوں ادا کریں گے۔ ''اللہ تعالیٰ کا وجود بالذات (Absolute Being) ہے، یعنی اسکا وجود ذاتی (Absolute) (Existence) ہے جبکہ اسکے بندہ (Allah: Servant) کا وجود بالعرض (Coningent Being) ہے یعنی بندہ کا موجود (Manifest) ہونا، بالعرض (Contingent) کہلاتا ہے لہذا مخلوق کا جو کچھ وجود ہے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ (Bestowed) ہے دیا ہوا ہے۔ اُسکا ذاتی ہرگز نہیں۔ بالذات (Absolute being) اور بالعرض (Contingent Being) کے فرق کو خوب ذہن میں رکھنا چاہئے تاکہ توحید (Monothism) پر قائم رہ سکے اور شرک (Polythism) سے بچ سکیں۔

اب ذرا غور کرو ہم کیا ہیں؟ کیا ''ہم'' سے مراد ہمارا جَسد (Physical Body) ہے؟ یا ہماری روح (Soul)؟ ہمارے جَسد کا حال تو یہ ہے کہ سانس لیتے ہیں تو اُس کے ساتھ کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے۔ اِس گیس میں کیا ہے؟ جسم کا ایک معتبرہ (Subtantial) حصہ نکل جاتا ہے۔ پسینہ (Swetting) سے بھی جسم کے کچھ اجزاء (حصہ) خارج ہوجاتے ہیں۔ سائنس دانوں نے مانا ہے کہ 7 یا 12 سال میں پورا جسم (Body) نیا ہوجاتا ہے۔

ہماری روح (Soul) کو ہمارے جَسد سے ایک تعلق ہے۔ ایک ربط (connection) ہے۔ ایک نسبت (Relation) ہے۔ سب کچھ بدل جاتا ہے مگر وہ ''نسبت'' باقی رہتی ہے۔ اُس نسبت کے توسط (medium) سے روح (Soul) کو عذاب وثواب، رنج، راحت پہنچتے ہیں۔

روح اِنسانی (Human Soul) جہاں جاتی ہے، جس عالم میں پہنچتی ہے اُس عالم (World) کے مناسب جسم مل جاتا ہے۔

Back to Questions

ذرا خواب (Dream) پر غور کرو! خواب میں ہم اپنے دوستوں سے ملتے ہیں۔ کھاتے ہیں پیتے ہیں، ہنستے روتے ہیں۔ خواب میں بعض کو سانپ ڈستا (کاٹتا) ہے۔ تکلیف پہنچتی ہے۔ تکلیف کس کو پہنچتی ہے؟ ہم کو، ہماری روح کو، مگر بتوسط (Through) جسد (Body)۔ بہر حال (معلوم ہوا) عالم خواب (World of Dream) ہو، عالمِ مثال (World of Similitude) ہو عالمِ برزخ (World after Death) ہو کہ عالمِ قیامت (World of here after) ہو۔ اُسی عالم کے مناسبت سے جسم ملتا ہے۔ اور اسی کے توسط سے روح کو عذاب وثواب (Reward & Torment) رنج وراحت (Comfort and suffering) پہنچتے ہیں۔ اِس حقیقت (Ascertainment) کا حاصل یہ ہے کہ حشر ونشر اور عذاب وثواب سب جسمانی (Physical) ہیں۔ اور ایک طرح سے دیکھو تو روحانی (Spritualy) بھی۔ کیونکہ جَسد (Body) بے اِدراک (بے جان) اور بے علم ہے۔ علم (Knowledge) کا مرکز (Centre) تو روح (Soul) ہے۔ اُسی کو رنج ہے۔ اُسی کو راحت ہے۔

اس تحقیق (Analysis) سے معراج رسولؐ (Accession of prophet pbuh) کے واقعہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ معراج شریف ''جسمانی'' ہے یا روحانی؟ اُس کا جواب یہی ہے کہ جب تک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم عالم اَجساد (Physical World) میں رہے تو سفرِ معراج بھی جسمانی (Physical) ہے۔ پھر دربار الٰہی (عرش اعظم) میں پہنچے تو آپ ﷺ کا جسمِ اطہر اُس دربار کے لائق ہوگیا۔ اور وہاں معراج روحانی سے مشرف ہوئے۔ گویا کہ معراجِ نبی جسمانی بھی ہوا اور روحانی بھی۔

نہ تھا معلوم کوزہ میں سمندر بھی سماتا ہے
محمد مصطفٰے ﷺ کو دیکھکر سب کو یقین آیا — حسرتؔ صدیقی

اس رسالہ کو مرتب کرنے میں تفسیر صدیقی اور غنیۃ الطالبین سے استفادہ کیا گیا ہے۔

Back to Questions

اور بالخصوص ملت کی بھائی بہنوں کیلئے آج کے ماڈرن دور میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس عظیم الشان معجزہ معراج کے بارے میں شبہات کے ازالہ (Remedy) کو ملحوظ رکھ کر میں نے حسب مقدور سعی (کوشش) کی ہے کہ ایک صاف وشفاف اور آسان انداز بیان میں معراج کی حقیقت ''معراج کے آئینہ'' میں پیش کرسکوں۔ جہاں جہاں ضروری ہوا اردو کے اصتلاحوں (Terms) کو انگریزی میں بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ طلبہ کو سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اور خود مجھ کو قبول فرمائے اور اپنے ملت کے بھائی بہنوں کو خصوص طلباء کو اس سے فائدہ بخشے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم وَ اَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَالمُرْسَلِیْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہ وَسَلِّم

خادم

الفقیر سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی القدیر

فرزند و جانشین حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری

27/رجب 1425ھ سپٹمبر 2004ء

Back to Questions

نعت شریف

میرے آقا ﷺ ہیں مہربان مدینے والے — میں ہوں سو جان سے قربان مدینے والے

رحمت العالمین ہے شانِ رسولِ عربی — جو ہیں اُمت کے نگہبان مدینے والے

آپ محبوب خدا آپ ہی مطلوب جہاں — کون ہے آپ سا انسان مدینے والے

جسم اطہر کا نہیں پایا کسی نے سایہ — نور الآن کما کان مدینہ والے

کر دیا کعبہ کو بھی پاک بتوں سے تم نے — مٹ گیا شرک کا امکان مدینہ والے

عرش اعظم ہے نازاں جو نعلین پا کر — جانے اللہ تیری شان مدینے والے

اول آخر و باطن و ظاہر بھی ہو تم — ہے سراپا خدا کی شان مدینے والے

رضامندی میں تیری ہوتی ہے اللہ کی رضا — ہے یہی حاصلِ ایمان مدینے والے

عاصی کمتر ہوں مگر آپ کا ہوں وابستہ — ہے حقیقت میں میری جان مدینے والے

میرے سرکار ﷺ بلالینگے مدینہ اک دن — پورا ہوگا میرا ارمان مدینے والے

سجدہ ریز قادرؔی ہو نقشِ کفِ پائے رسول ﷺ

ہو سگِ در پہ یہ احسان مدینہ والے

لطیف قادرؔی

Back to Questions

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج النبی ﷺ

THE PROPHET [PBUH] ACCESSION

پندرواں پارہ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ ربّ العزت کا ارشاد عالی ہے

سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصَا

الَّذِی بٰرَکنَا حَولَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیعُ البَصِیر[بنی اسرائیل،۱]

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو ایک رات اپنے بندے کو باحرمت مسجد سے یعنی مسجد کعبہ سے مسجد اقصا یعنی بیت المقدس کی طرف لے گیا۔ جس کے اطراف ہم نے برکت دی ہے۔ (مسجد اقصاء کے چاروں طرف برکت ہی برکت ہے تمام پیغمبروں کی مزارات بھی ہیں۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں حضرت علیؓ کی بہن اُم ھانیؓ، کے مکان میں تھے۔ وہاں سے مسجد حرام آکر استراحت (آرام) فرمائے۔ اَسرٰی بعَبدِہٖ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج میں رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ لے گیا۔ بے دیکھے یقین کرنا ہی کمال ہے۔ اگر معراج دن میں ہوتا تو سب کو یقین آجاتا۔ عاشقانِ نبی ﷺ تڑپ کر جان دیدیتے اگر اُن کے آنکھوں کے سامنے جسدِ مبارک غائب ہوجاتا۔ بعَبدِہٖ فرمایا بِمُحَمَّدٍ نہیں۔ اسلئے کہ انسان کو جتنا عروج ہوتا ہے اس کی عبدیت کی وجہ سے ہوتا ہے جس کی جتنی عبدیت اتنا ہی اسی کا مرتبہ اور عروج بعدہ میں گویا معراج کی علت (Pretence) اور سبب (Reason) بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہ عبداللہ کامل صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ (تفسیر صدیقی)

Back to Questions

بِعَبْدِہٖ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج مبارک جسمانی ہوا کیونکہ عبد کے لفظ سے مراد جان وتن (روح وجسم) کا مجموعہ ہوتا ہے نہ کہ صرف روح۔ پہلے مسجد اقصاء کی طرف معراج ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہاں آپ کو تمام پیغمبروں سے ملاقات ہوسکے۔ کیونکہ بہت سے پیغمبر وہاں آرام فرمارہے ہیں (مدفن ہیں) اور یہ کہ اُن پیغمبروں کے کمالات پر سے گذرنا بھی ضروری تھا۔ مسجد اقصاء کی برکتوں سے بھی مالامال ہونے کی حاجت تھی۔ پھر اُس کے بعد عروج اور کمالات محمدی کی سیر ہے۔ قدرت خداوندی کے کرشمے ہیں اور آثار واَسرار کے مطالعہ سے سرفراز ہونا ہے جس کے متعلق گونہ تفصیل سورۃ النجم میں ہے۔

قرآن وحدیث سے اِستنباط (Deduce) کرنے کے متعلق چند ضروری امور:

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ (باتیں) قرآن شریف یا احادیث سے معلوم ہوتی ہیں اس پر تو ہم کو پورا یقین ہے کیونکہ کہ وہ پیغمبر ﷺ کے ذریعہ سے ہمیں پہنچا ہے۔ یہاں خطا اور غلطی کی گنجائش (chance) ہی نہیں۔ ایسا علم ''اَجمالی'' (Abstractive) کہلاتا ہے۔ ہماری عقل (Comman Sense) جو ''غیر معصوم'' (unstable) ہے اس کی تفصیل (Analisys) کرنے لگتی ہے۔ جن کو عقلِ سلیم (Intelligence) نہیں وہ ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ یعنی غلطی پر غلطی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر سنبھل نہیں سکتے۔ انسان کی عقل کا خطا (غلطی) کرنا ممکن ہے۔

یاد رکھو! غلط (Wrong) **دو قسم کا ہوتاہے۔**

1) **بغیر کسی دلیل** (Reason) کے اور شبہ (doubt) کے یقین نہ رکھنا۔ ایسا کرنا انسان کو وساوس کا پتلا بنادیتا ہے۔ جس کا انجام یہ ہے کہ شک (Suspicion) ہونے کا بھی یقین نہیں۔ یعنی شک میں شک۔ آخر میں آدمی وہمی (whimsical) بن جاتا ہے۔ مگر جو بات

Back to Questions

دلائلِ عقلی سے (Intellectually) ثابت ہو، اُس کا یقین کرنا ضروری ہے۔ پھر اگر اس سے بہتر دلیل (Reason) سے غلطی ثابت ہوجائے تو ہمارا علم و یقین بھی بدل جائے گا۔ یہی اصول استنباط (Basic of Conclution) ہے۔

2) **بغیر کسی دلیل** (With out Reason) اور شبہ (Doubt) کے یہ کہنا کہ "ممکن ہے کہ یہ غلط ہے"۔ ایسا کہنا لغو (Useless) ہے۔ اس خیال کا آدمی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اور کسی مسئلہ (Issue) کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔

اسی لئے ایمان (Faith) بھی بڑی دولت ہے اور عقل (Wisdom) بھی ایک بڑی نعمت (Blessing) ہے۔ ایمان سے منہ پھیرنا کفر (Infidelity) ہے تو عقل (Wisdom) سے منہ موڑنا (کام نہ لینا) حماقت ہے۔ نادری ہے۔ جہل (Strupidyity) ہے۔

اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ ایک نادان، عقلمند سے، اور جاہل (Illiterate)، عالم (Learned) سے، پوچھتا ہے اور اُس کے کہنے پر اعتماد کرتا ہے۔ اور حکم خدا بھی یہی ہے کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی "اہل علم سے سوال کرو اگر تم کو معلوم نہ ہو" دیکھو "اَسْئَلُوْ" (سوال کرو) یہ امر (حکم) ہے جو وجوب (فرض) پر دلالت کرتا ہے۔

بہرحال قرآن وحدیث سے استنباط (Deduce) کرکے کسی نئے مسئلہ (Issue) کا حکم نکالنا، صاحبِ تحقیق (یعنی مجتہد فی المسئلہ حضرات (Authourised Interpriters) کا کام ہے۔ یوں تو صاحب ترجیح (People of Preference) بھی ہوتے ہیں جو مجتہدیں سابق (Earlier Interpriters) کے مختلف اقوال (Consents) میں سے ایک کو ترجیح (Preference) دیتے ہیں۔ اور سب سے آخر میں مفتی (Muslim Jurist) کا درجہ ہوتا ہے۔ یہ اجتہاد (Interprilation) نہیں کرسکتے، کتابیں اُلٹ پُلٹ کرکے کسی کا قول (Consent) نکال دیتے ہیں۔ عام طور پر علماء (Scholars) ایسے ہی ہوتے

Back to Questions

ہیں۔مگر ہاں علماءسو (ظاہر پرست عالم) سے ہوشیار۔ یہ حضرات توحید کے بڑے بڑے لکچر دیتے مگر عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شدید بخل سے کام لیتے ہیں گویا دین میں فتنہ پیدا کرنا ان کی فطرت ہوتی ہے۔(73) فرقہ ان ہی علماءسو (علماء باطل) کی بدولت ہوئے ہیں۔ ورنہ ایک عام مسلم یہ کام نہیں کرسکتا۔

☆ اب ذرا اس آیتِ قرآنی پر غور کرتے ہیں كَلَّا بَل سکتہ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ o كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ o (سورۃ المطففین 14,15)

ترجمہ: نہیں! بلکہ اُن کے دلوں پر زنگ آ گیا ہے۔ یہی نہیں بے شک یہ لوگ قیامت کے دن حجاب (پردے) میں رہیں گے (اور دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے)۔

تشریح: صاحبو! خدائے تعالیٰ کی دوقسم کی تجلیات (Refulgences) ہوتی ہیں۔

1) تجلی ذات (Refulgence of Devine unity) جسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات (Unity) یکتا (Alone) ہے کسی اور کو اسکی بارگاہِ عزت میں شرکت کی گنجائش نہیں۔ یہ مرتبہ اَحدیت (Infinity) کے متعلق ہے، جہاں اور دوسرے کو دخل نہیں یعنی یہ مرتبہ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ کا ہے۔

2) دوسری تجلی اسماء صفاتِ الٰہی (Refulgencre of Devine Aplithet & Attributes) کی ہے۔ اَحدیت (ذات الٰہی) کے بعد اسماوصفات الٰہی کا مرتبہ ہے۔ یہ مرتبہ وحدیت (Actiplicity) کہلاتا ہے۔ اور یہ مقام، عالمِ مثال (World of Similitude) سے متعلق (Related) ہے۔ جو عالم مثال سے بالکل واقف نہیں ہیں، وہ مطلقاً (Entirely) دیدار الٰہی (Sight of God) سے انکار کرتے ہیں۔ جو دیدار الٰہی کا یقین نہیں رکھتے بے شک انکو دیدار الٰہی نہ ہوگا۔ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (القران) یعنی "جو یہاں کا اندھا وہ وہاں کا اندھا" یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جتنا اعتقاد (Belief) اور علم (Knowlege) ہوگا اتنا ہی شہودِ الٰہی (Omnipresence of Allah) ہوگا۔ (تفسیر صدیقی)

Back to Questions

اب میں معراج شریف کے متعلق چند آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

1 وَ لَقَدْ رَاٰہُ بِالاُ فُقِ الْمُبِیْن۔(سورۃ التکویر آیت 24)

ترجمہ :اورانہوں نے صاحب عرش بریں کو(الوہیت اور عبودیت کے) ملنے کی جگہ دیکھا ہے۔

وَ لَقَدْ رَاٰہُ یعنی اورانہونے صاحبِ عرش کو دیکھا۔وہ رویت اور دیدار سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

2 وَ لَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی (سورۃ النجم آیت 13)

ترجمہ: ایک اور دفعہ ذات سے اتر کر اُسکو (خدا کو) دیکھا۔اس آیت کی تفسیر میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے اپنے رب کی روبرو بالمشافہ دیکھا۔اس میں کوئی شبہ نہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی یعنی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی (سورہ نجم آیت 14) کی تفسیر میں آپ ﷺ نے فرمایا ''میں سدرۃ المنتہی کے نزدیک اس طرح دیکھا کہ مجھ پر اللہ کے چہرے کا نور ظاہر ہوا۔(غنیۃ الطالبین ص 151)

3 صحیح حدیث میں ہے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رَاَیْتُ رَبِّی لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ یعنی ''میں نے معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا''۔(غنیۃ الطالبین ص 151)

اس حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ کیا آپ نے اللہ کو دیکھا۔تو فرمایا ''نَعَمْ رَاَیْتُ ''(ہاں میں نے دیکھا ہے) اور جب بی بی عائشہؓ نے پوچھا تو آپ ﷺ نے وضاحت نہیں فرمائی۔اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے صدیق عائشہ کم سن (کم عمر) ہے۔اسلئے ایک حدیث میں ہے تَکَلَّمُوْ انَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ تم لوگوں سے ان کی عقل کے موافق گفتگو کیا کرو۔

Back to Questions

4 اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰىo (سورہ نجم آیت 12)

ترجمہ: آیا تم پیغمبر سے نزاع (جھگڑا) کرتے ہو۔ (اللہ کی ملاقات اور) اس کے دیدار کے متعلق۔

5 مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰىo (سورہ نجم آیت 13)

ترجمہ: دل نے جھوٹ (غلط) نہ بتلایا جس کو آپ ﷺ نے دیکھا۔

اس کی تفسیر میں جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

6 وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِىٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (سورۃ بنی اسرائیل 60)

ترجمہ: اے نبی [ﷺ] ! ہم نے آپ ؐ کو (معراج میں) جو کچھ دیکھایا، اس کو لوگوں کیلئے فتنہ (آزمائش) بنا دیا۔

امتحان یہ کہ کون ایمان لاتا ہے اور کون معراج کا انکار کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کوئی شبہ (Doubt) نہیں آیا۔ ایمان لائے اور ابوجہل کو یقین نہیں آیا اور انکار کیا۔ یہ اسلیئے بھی کہ معراج جسمانی ہوئی۔ ورنہ اگر خواب میں ہوتی تو جھگڑا ہی نہیں تھا۔ سب ایمان لے آتے۔ انکار کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

7 شہنشاہِ ولایت قطب القطاب، غوث اعظم حضرت شیخ سید ابی محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں اپنے رب کو اپنے سر کی انہی دو آنکھوں سے دیکھا۔

کس دھوم سے معراج میں نکلی ہے سواری حیران ہیں سب ہی دیکھ کر سامان محمد ﷺ

حسرتؔ صدیقی

معراج المبارک کے متعلق آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی کی تطبیق (Comparision)

Back to Questions

یوں ہے کہ جتنی آیتیں یا احادیث نفیِ رُویتِ الٰہی (دیدارِ الٰہی کے خلاف) کی ہیں وہ سب شانِ اَحدیت وتجلی ذاتی سے متعلق ہیں۔اور جتنی آیتیں یا حدیثیں ثبوتِ رُویتِ الٰہی (دیدارِ الٰہی کے موافق) کی ہیں وہ سب شان وحدت ومثال اور تجلی صفاتی ہیں۔اور اپنی اپنی نسبت کی طرف رجوع کرتی ہیں۔اگر ایسا نہ کیا جائے تو بہت سے حدیثوں سے انکار کرنا پڑتا ہے۔چونکہ قیامت کے دن علم ایمان ہی مشہود (دید) ہوجاتا ہے۔اسلئے اگر دنیا میں دیدارِ الٰہی کا یقین وایمان نہ ہو تو پھر بڑی مشکل ہے۔

☆ **عظمت رسول ﷺ** ::حضور پرنور رحمت عالم سرور دوجہاں حبیب خدا آقائے نامدار محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم کی شان وعظمت (Magnificence) اتنی عظیم ہے کہ آپ ﷺ کا خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ہم غلامانِ محمدی بس اتنا جانتے ہیں کہ ''بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر''یعنی خدا کے بعد بڑائی اور عظمت میں اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

خدا سے کم اور سب سے زیادہ
دو جگ سے سوا ہیں ہمارے محمد ﷺ

چند آیات قرآنی واحادیث نبوی ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تشریح ہوتی ہو یعنی مرتبہ وعظمت رسول ﷺ واضح ہوسکے اور معراج نبوی کے یقین کرنے میں معاون (Helpful) ہوسکے۔

1) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (سورۃ التکویر 19) یعنی بیشک یہ رسول کریم کا کلام ہے۔(حقیقت میں قرآن خدا کا کلام ہے مگر اَدنیٰ مناسبت سے رسول خدا کی طرف نسبت کی گئی ہے)۔ رسول کریم کیسے ہیں؟

Back to Questions

اِدھر اللہ سے واصل اُدھر بندوں میں بھی شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا حسرتؔ صدیقی

2) ذِیْ قُـــوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ (سورۃ التکویر20)(وہ رسول کریم) بڑی قوت والے صاحب عرش بریں (اللہ تعالیٰ) کے پاس بڑے مرتبے والے ہیں۔

لِتُـؤ مِـنُـوْا بِـاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّ رُہُ وَ تُوَقِّرُہُ وَ تُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلَاo سورۃ الفتح ترجمہ: (یا محمد ہم نے تم کو پیغمبر بنا کر اسلئے بھیجا ہے) کہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائیں۔ تعظیم وتوقیر کریں۔ ان کو پاک سمجھیں (یا اللہ کی پاکی بیان کریں) اور صبح سویرے اور رات کو تسبیح کریں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے اور انکو پکارنے کے طریقوں کی تعلیم دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے لَا تَجعَلُوْا دُعَـآ الرَّسُولَ بَیْنَکُم کَدُعَآءِ بَعْضُکُمْ بَعْضًا (النور آیت63) (لوگو! پیغمبرؐ کو ایسانہ پکارو جیسا آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو)۔ ایک اور جگہ ہے۔ یـا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتِکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات آیت2) (مسلمانو! اپنی آواز کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے اونچی مت کرو)۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے اِنَّ الَّـذِیْنَ یَنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحَجَرَاتِ اَکْثَرُ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْ احَتّٰی تَـخْـرُجَ اِلَیْھِـمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرُ رَّحِیْم ۔(الحجرات54) (جو لوگ تم [آپؐ] کو پکارتے ہیں حجروں (کمروں) کے باہر سے ان میں سے اکثر جاہل، غیر عاقل ہیں۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے، انتظار کرتے، یہاں تک کہ تم [آپ ﷺ] کو خود ان کی طرف نکل آتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا۔ اور اللہ غفور رحیم ہے۔)

☆ **تعظیم نبی ﷺ** احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

Back to Questions

1) ''اور میں پہلا شخص ہوں جو تمام پیغمبروں سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں۔اور میری شفاعت قبول ہوگی۔قیامت کے دن۔'' یہ واقعات (Facts) ہیں کوئی فخر (Exaggeration) نہیں۔

2) ''اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے حلقے کو حرکت دیگا۔کھڑ کھڑائے گا۔پھر اللہ تعالیٰ میری لئے جنت کے دروازے کو کھول دے گا۔اور میں داخل ہوں گا۔اور میرے ساتھ مسلمانوں کے فقیر ہوں گے'' یہ بھی کچھ فخر نہیں۔'' (یہ فقیر کون ہوتے ہیں؟ جو کچھ نہیں رکھتے ان کا قول ہے۔''اللہ بس باقی ہوس'')

3) ''میں خدا کے پاس اگلے پچھلوں سے زیادہ بزرگ ہوں'' یہ بھی کوئی فخر نہیں۔
(ترمذی، دارمی، مشکوۃ)

4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے پورے اُحسن اَخلاق کے ساتھ مُحاسنِ افعال (Idial Moral and Deeds) کے ساتھ پیدا فرمایا۔ (شرح السنۃ)

5) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔اگر موسیٰؑ تمہارے سامنے آتے اور تم ان کی اِتباع کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو تم گمراہ (Astray) ہو جاتے سیدھے راستہ سے۔موسیٰؑ اگر ہوتے اور میرے نبوت کے زمانے کو پاتے تو میرے تابع (Follower) ہوتے۔(عن جابرؓ)

6) یہ قاعدہ ہے کہ جو جتنا اپنے دوست (محبوب) کو چاہتا ہے اسی قدر اس کو یاد کرتا ہے اور سلامتی چاہتا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا o (الاحزاب56) ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے (Angles) پیغمبر ﷺ پر درود وصلوٰۃ بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر

Back to Questions

صلوۃ وسلام بھیجواور خوب بھیجو۔

دیکھو! ''صَلُّوا'' اَمر(حکم) کا صیغہ ہے اور امر، وجوب (واجب) کیلئے ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِی اَکۡثَرُوۡھُمۡ عَلَی صَلٰوۃِ یعنی ''لوگوں میں میری قربت وشفاعت کا زیادہ مستحق وہ شخص جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہے۔'' آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ بِحَسَبَ الۡمَرۡءُ مِنَ الۡبُخۡلِ اَنۡ اَذۡکَرُ عِنۡدَہٗ وَلَا یُصَلِّی عَلَی یعنی ''آدمی کو بخیل کہلانے کیلئے اتنا بس ہے کہ میرا ذکر اُس کے پاس ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

7) حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد عالی ہے کہ مَنۡ صَلَّی عَلَی مَرَّۃِ وَاحِدَۃً کَتَبِتُ لَہٗ عَشَرَ حَسَنَاتِ وَ مَحِیۡتَ عَنۡہُ عَشَرَ سَیِّاٰتِ یعنی ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسکی دس برائیں مٹائی جاتی ہیں۔''

درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی بھی یاد ہوگی۔ اس کے رسول کی بھی یاد ہوگی اور یہ ایک ایسا عمل ہے جو ہر قسم کی ریا کاری سے پاک ہوتا ہے۔

☆ اب ہم صحابہ کرام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وتعظیم کے متعلق جانیں گے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ خلافت میں فرماتے ہیں کُنۡتُ عَبۡدَہٗ وَ خَادِمُہٗ میں ان (آپ ﷺ) کا بندہ تھا یعنی غلام تھا۔ خادم تھا۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے چند سوالات کئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو تشفی بخش (Satisfying) جوابات دئے۔ تو اُس یہودی نے پوچھا اَ اَنۡتَ نَبِیٌّ مِنَ الۡاَنۡبِیَاءِ ''کیا تم (علیؓ) پیغمبروں میں کے ایک پیغمبر ہو'' آپؓ نے فرمایا وَیۡحَکَ اِنَّا عَبۡدٌ فَمِنۡ عَبِیۡدِ مُحَمَّدٌ ''تجھ پر افسوس ہے ارے میں محمد ﷺ کے غلاموں میں کا ایک غلام ہوں''۔

غور کرنے کا مقام ہے خلفاء راشدین اپنے آپ کو عبدِ محمد ﷺ یعنی غلامِ رسول سمجھتے ہیں

Back to Questions

اور بڑی خوشی سے اس کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔اس نسبت سے ہم اُمتی غلام نبی ہونے کے بھی لائق نہیں۔ کہاں صحابہ کا مقام اور کہاں ہم۔ چہ جائے کہ بعض شقی صفت لوگ رسول ﷺ سے برابری کا گمان کرتے ہیں۔اَسْتَغْفِرُاللّٰہِ الْعَظِیْم ۔سرکاردوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم آخروقت بھی بلکہ اللہ کے حضور(معراج) میں بھی ہم گناہ گاروں کو اُمَّتِی یعنی میری اُمت کہہ کریادفرمایا اور ہماری بخشش کے وعدہ اللہ تعالیٰ سے لئے۔کیا ہم آپ ﷺ کے اُس اِحسان کا کوئی بدلہ ادا کرسکتے ہیں۔آپ ﷺ کا اپنی اُمت کے ساتھ شفقت(Affection) کا یہ عالم کہ فرماتے ہیں جو مجھ پر کثرت سے درودوسلام بھیجتا ہے،محبت کے ساتھ تو میں خوداس درود کوسنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔سرکار صلی اللہ علیہ سلم کا واپس درود کا جواب دینا اُس اُمتی کے حق میں بخشش کا سامان ہوجائے گا۔ اِن شاءاللہ

نعمتِ عشق نبیؐ دے تو خدا دے مجھ کو — اپنے محبوب کا دیوانہ بنا دے مجھکو

یا الٰہی ترے دیدار کا آجائے مزہ — جلوہ سلطان مدینہؐ کا دکھادے مجھکو

وجوہیؒ

☆ معراج میں عرش پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدیم محل (حقیقت محمدی) کی طرف لیجائے گئے۔جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے شان الوہیت (تجلی اعظم) کے دیدار سے مشرف ہوئے۔اس وقت حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے ایسا قریب ہوئے جیسے دو کمانیں (قاب قوس) یا اُس سے بھی قریب کہ کمانیں باقی نہ رہیں ایک ہوگیں۔

جب جبرئیلؑ ناسوتی شکل (جسم) نہ رکھتے تھے اوراس ناسوتی عالم (دنیا) میں تمام صحابہ کو نظر آگئے اوراُنکے روح(Soul) یعنی بےصورت ہونے میں کچھ فرق نہ آیا،تو کیا اللہ تعالیٰ کی تجلی اعظم کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں تو اسکی (اللہ کی) بےرنگی پر کچھ فرق پیدا ہوسکتا ہے!ہرگزنہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اَطہر لطیف ہے،ہمارے روحوں سے بھی زیادہ۔ چنانچہ

Back to Questions

معراج میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور دیدار صرف حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص (Exclusive) مقدّر رہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شقِ صدر فرما کر (سینہ مبارک کھولکر) قلب کو زم زم سے صاف کر کے تجلیات الٰہی سے بھر کر مزید قوی قلب و جسم کر کے تیار کیا گیا کہ آپ ﷺ اسراء میں عالم برزخ اور معراج میں، عالم ارواح عالم علوی کی سیر (مشاہدہ) کرنا اور آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس عرش اعظم پر اللہ تعالیٰ (تجلی اعظم) کا نظارہ (دیدار) (Sight) کرنا آسان ہو گیا۔ یہ سب اسلئے بھی ضروری تھا کہ ایک طرف منکران، منافقینِ اسلام کیلئے معراج کا واقعہ ایک امتحان بن جائے اور دوسری طرف حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ اپنی تمام نشانیاں سے بخوبی واقف کرائے کیوں آپ ﷺ نبی آخر زماں ہیں اور کاف الناس (ساری کائینات) کیلئے رسول بنا کر قیامت تک کیلئے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ کو ان تمام معلومات سے آگاہی بہ درجہ مشاہدۂ عین الیقین، حق الیقن کروانا مقصود تھا۔ بالفاظ دیگر قرآن شریف کے تمام رُموز کا مشاہدہ کرایا گیا تاکہ آپ ﷺ خلق میں جن و انس کا تزکیہ و تعلیم کر سکیں۔ ایسا معجزہ (معراج) کسی اور پیغمبر کیلئے ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ مخصوص زمانہ اور قوم کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اِسطرح واقعہ معراج اور دیدار الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بن گیا۔

☆ معراج کے معنیٰ عروج (بلندی) کے ہیں۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمِ برزخ، عالمِ اَرواح اور عالمِ علوی کے سیر کرائے جانے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرانے کو ''معراج'' کہا گیا۔ سُبحَانَ الَّذِی اَسرَا بِعَبدِہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو لے گیا۔ لیجانا اللہ کی معیت (Company) چاہتا ہے۔ اور اُسکا اِظہار یوں ہوا کہ حضرت جبرئیل اَمین علیہ السلام فرشتوں کے سردار اور بُراق (تیز رفتار سواری) اور کئی ایک فرشتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ساتھ لگا دیئے گئے۔

Back to Questions

سوال: کیا معراج (Accession) کا ہونا ممکن ہے؟

جواب: بے شک ممکن ہے۔ جس طرح جبرئیل علیہ السلام کا زمین پر اترنا حق (سچ) ہے۔ اس عالم (World) میں صورت شکل لے کر آنا ممکن ہے، اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِس عالم سے عروج (Ascent) فرما کر لوازم بشری کو چھوڑ کر دربارِ رب العزت میں پہونچنا بھی حق (True) ہے۔ بے صورت (Formless) جبرئیل علیہ السلام کا باصورت (With Body & Form) ہوجانا، باصورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (form Less) بے صورت ہوجانا کچھ دشوار نہیں، لائقِ انکار نہیں۔ ذرا اتنا تو سوچو کہ ہم جو اس دنیا میں ہیں، مادی ظلمتوں (Material Darkness) میں گرفتار ہیں، کیا اس سے پہلے ہم عالم مثال (Wold of similitude) میں نہیں رہے؟ کیا اُس سے پہلے عالم ارواح (Wold of Souls) میں نہ تھے۔ کیا اِس بھی سے پہلے ہم علم الٰہی (Allah's Knoladge) میں نہ تھے؟ بیشک تھے۔ کیا ہم جو زمانے (periodic) اور مادے (Mattrial) کے زندان (Prision) میں گرفتار ہیں تو کیا اَب عالم مثال میں نہیں رہے یا عالم ارواح میں نہیں رہے؟ بیشک ہیں۔

سچ پوچھو تو ہماری ''اَنا'' (خودی یا soul) مادیات (Materialistic Darkness) اور لواحقِ مادیات *(Requirement of meterialism)* دونوں سے جدا (Different) ہے۔ ہم جس طرح اس دنیا میں معلوم ہوتے ہیں مافوق عالم (Subtle words) میں بھی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں تشریف لے جانا اپنے قدیم محل (Former Place) کی طرف رجوع کرنا ہی تو ہے۔

سوال: اَسۡرَیٰ بِمُحَمَّدٍ کیوں نہیں ہے اور بِعَبۡدِہٖ کیوں ہے؟

جواب: انسان کو جتنا عروج (Elevation) ہوتا ہے اُس کی عبدیت (Servilude) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جس کی جتنی عبدیت اُتنا ہی اُس کا مرتبہ (Rank) اور اُس کا عروج (Elevation)۔ بِعَبۡدِہٖ میں گویا معراج کی علت (pretence) اور سبب (Reason) بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ عبداللہ کامل

Back to Questions

(Absolute suberite) صرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال: اَسرٰیٰ شب روی (جاگنے) کو کہتے ہیں پھر لَیلًا (رات) ہی کیوں؟

جواب: یہ بتانے کیلئے کہ شب بیداری (night awakening) میں خاص سرفرازیاں (Blessings) ہیں۔ بعض عاشقانِ محمدی [ﷺ] کا خیال ہے کہ معراج (Accession) اگر دن میں ہوتا اور آنکھوں کے سامنے سے جسدِ مبارک (Blessed Body) غائب ہو جاتا تو عاشقانِ دیدارِ نبوت تڑپ تڑپ کر جان وتن دے دیتے۔ بِعَبدِہٖ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج مبارک جسمانی (Bodily) ہوا کیونکہ جہاں جہاں ''عَبــــدُ'' کا لفظ آتا ہے وہاں وہاں جان وتن (Body & soul) کا مجموعہ (Compound) مراد ہوتا ہے نہ کہ صرف جان وروح۔

سوال: پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پہنچے؟

جواب: وہاں تمام پیغمبر تھے۔ ان سے ملاقات بھی ضروری تھی۔ اُن کے کمالات (excellences) پر سے بھی گذرنا تھا۔ مسجد اقصیٰ کی برکتوں سے بھی مالا مال (blessed) ہونے کی حاجت تھی۔ کیونکہ اُسکے بعد کمالاتِ محمدی ﷺ (Excellence of Mohammed [pbuh]) کی سیر ہے، قدرتِ خداوندی کے کرشمے ہیں اور آثار و اسرار (Devine Traces & Secrets) کے مطالعہ (perusal) سے سرفراز ہونا ہے۔

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معراج سے قائل ہونا: بعض لوگ کہتے ہیں حضرت بی بی عائشہؓ معراج جسمانی کے قائل نہیں۔ اوّل تو معراج کے زمانے میں بی بی عائشہؓ کی شادی ہی کب ہوئی تھی۔ اُنکے عدمِ علم (Un Awareness) سے عدم وجود (Non Occurrence) لازم نہیں آتا۔ خصوصاً اُنکے والد محترم سیدنا صدیق اکبرؓ معراج کے قائل ہیں۔ ایسی معراج کہ جس سے ابوجہل انکار کرتا ہے۔ یعنی معراجِ جسمانی۔

Back to Questions

واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خاندانِ نبوت کے افراد، معراجِ جسمانی اور دیدارِ الٰہی دونوں کے قائل (Convinced) ہیں۔

قوسین وجوب وامکان کے معراج میں جس دم آ کے ملے
سب دائرہ وحدت کے سواء مٹوا دیا کملی ﷺ والے نے

(حسرتؔ صدیقی)

سوال: اچھا! کیا معراج شریف میں اللہ تعالیٰ کا دیدار (Sight/view) ہوا؟

جواب: اس مسئلہ کے سمجھنے کے لئے پہلے ہم اس بات کو ثابت کریں گے کہ دیدارِ الٰہی ممکن (Possible) ہے۔ قرآن شریف میں ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ o اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌo (سورہ قیامة 22&23) یعنی ''اس دن بعض چہرے تر و تازہ (Fresh) ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے''۔ اِس آیت سے دیدارِ الٰہی ثابت ہوتا ہے۔

پروردگار کو چودھویں کے چاند کی طرح دیکھنا: اسی طرح حدیث شریف میں ہے عَن جریرٍ قَالَ کُنّا جُلُوْ ساً عِندَالنَّبِیّ صَلّی اللّٰه عَلَیْهِ و سَلّمْ اِذْ نَظَرَ اِلی الْقَمَرِ لَیْلَهُ الْبَدْرِ قَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تُرَوْنُ هٰذَا الْقَمَرُ لَاتَضَامُّوْنَ فِیْ رُوْیَتِهٖ ترجمہ :۔''حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ایک دفعہ آپ ﷺ کی نظر چودھویں کے چاند پر پڑی تو آپؐ نے فرمایا تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھنا' کہ کوئی شک وشبہ نہیں کر سکتا''۔

اُس (اللہ) جیسا کوئی نہیں: اچھا اِن آیات قرآنی پر غور کریں اللہ تعالیٰ کی شان ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْیءٍ (اس کے جیسا کوئی نہیں یعنی بے نظیر خدا کی شان ہے)۔

Back to Questions

وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ (کوئی اسکا اِدراک[احاطہ] نہیں کرسکتا یعنی کوئی اللہ کا کامل علم نہیں رکھتا)۔ خدا کی شان یہ بھی ہے۔ وَلَا تُدْرِکُ الْاَبْصَارِ کوئی آنکھ اُسکا ادراک (perception) نہیں کرسکتی۔ پورا ادراک (احاطہ) کرنا اور چیز ہے اور دیکھنا اور چیز۔

ذرا سوچو! ہم ہزاروں چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ سامنے کی چیز نظر آتی ہے۔ صورت دکھتی ہے اور پیٹھ نہیں دکھتی پھر احاطہ کیوں کر ہوا۔ اصل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی دو تجلیات ہیں ایک تجلی ذاتی (Unitary Refulgence) ہے، جس کے وقت بندہ باقی رہتا ہی نہیں۔ بے شک تجلی ذاتی کا دیکھنا انسان کی قدرت سے باہر ہے۔ دوسری تجلی اسما وصفات (Apithet & Attribute's Refulgence) اور مثالی (Similitude, Refelgence) ہے۔ اُس کا دیدار (دیکھنا) ممکن ہے۔

ذرا ہم اپنے آپ پر غور کرتے ہیں۔ ہمارا بھی ایک مثال (Similitude) ہے اور ایک حقیقت (Fact) ہے۔ مثال تو وہ صورت (Form) ہے جس میں آنکھ، ناک، کان، ہونٹ وغیرہ ہیں ہم اپنی مثال کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور ایک ہماری حقیقت ہے جو "انا" (میں پن) ہے۔ جنگ میں ہاتھ پاؤں کٹ جاتے ہیں مگر "انا" کو کیا ہوتا ہے وہ تو اَلْآنَ کَمَا کَانَ ہے (جیسا تھی ویسا ہی ہے یعنی لاتغیر ہے) صورت شکل سے پاک (Free) ہے۔ وہ ہماری تنزیہ وحقیقت (Fact & Magnificent) ہے۔ اور ہم اپنی "انا" یا ذات کو نہیں دیکھ سکتے تو خدا کی ذات کو کیا دیکھیں گے۔

جو دیدارِ الٰہی کا قائل نہیں بیشک اس کے حصہ میں دیدار الٰہی نہیں: معلوم ہوا کہ مثال (Similitude) کے احکام (Rules) اور ہیں، ذات (Unily) اور تنزیہ (Purgation) کے احکام اور۔ ہم اپنی 'انا' اور ذات کو نہیں دیکھ سکتے، تو خدا کو کیا دیکھیں گے۔ مگر ظاہری صورت (Manifestation) کے احکام اور ہیں۔ اگر کوئی کہے میں نے اپنے دوست کو کبھی نہیں دیکھا۔ ہرگز درست نہیں۔ اس نے ضرور دیکھا ہے۔ اسی طرح دیدار الٰہی کا ہونا بھی ممکن

Back to Questions

ہے۔ ہم کو ہمارے لائق اور خدا کو خدا کے لائق۔ یعنی دیدار تجلی اعظم (Vision of Supreme Refulgence) ممکن ہے۔ جو اِجمالی

اسماء وصفاتِ الٰہی سے متعلق ہے، مثالی ہے۔ غرض کہ جو دیدار الٰہی کا قائل (مانا) نہیں، بے شک اُس کے حصہ میں دیدار الٰہی نہیں۔

دعا: اَللّٰھُمَّ اَرِنِی وَجْھِكَ الْكَرِیْمَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم

(اے اللہ مجھے محمد علیہ الصلوۃ تسلیم کے طفیل سے [وصیلۃ] سے اپنا دیدار نصیب فرما)

سوال: یہ معراج (Accession) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ہوا؟

جواب: دیکھو انسان کے عروج (Elevation) کے اسباب کیا ہوا کرتے ہیں؟ اُس کا عجز (Submission) یا عبدیت (Servitude)۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اُن کے کمال عبدیت (Absolute Excellence of survitude) کی وجہ سے ہوا۔ ذرا غور کرو اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ہے نہ کہ اَسْرٰی بِرَسُوْلِہٖ ہے۔ عبد (بندہ) کی جہت (Direction) معبود (اللہ) کی طرف ہوتی ہے اور رسول کی جہت اُمت کی طرف۔ ''عبد'' ایک ایسا لفظ ہے جو ہر جگہ سے تعلق رکھتا ہے جہاں اللہ وہاں اس کا بندہ یا عبد و معبود کی نسبت (Connection) نا قابل زوال (Un-ended) ہے۔ جانتے ہو عبد کہتے ہیں کس کو، اَلْعَبْدُ وَمَلَکَتِ یَدَاہُ لِمَوْلَاہُ یعنی جو کچھ ہے وہ آقا کا کچھ بھی نہیں بندے کا۔ اپنی ایک ایک چیز (قابلیت، فعل، صفت، ذات) کھوتے جاؤ۔ اللہ کی ایک ایک چیز لیتے جاؤ یا پاتے جاؤ، بندہ ہمیشہ سر افگندہ (Ashamed)۔ خود کو لاکھ بندہ نہ سمجھے مگر ہے وہ ضرور بندہ۔ خدا کے سوائے کسی اور نے نہ پیدا کیا نہ کوئی اور اُس کا خدا ہے۔ نہ وہ اور کسی کا بندہ ہے۔

سوال: اچھا! بندے تو ہم بھی ہیں کیا ہم کو بھی معراج ہوگی؟

جواب: وہ (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی خدائی میں ایک ہی بندہ ہیں کیوں کہ اقتضائے

Back to Questions

بندگی(Lexigency of Survitude) کوصرف آپ ﷺ ہی نے مکمل اکملیت (Total Excellence) کے ساتھ بہ درجہ اتم تکمیل (Esteem Perform) فرمایا۔ تم ان کی (رسول ؐ) کی اتباع (پیروی) کروتو اللہ کے محبوب بنو۔" فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" پڑھو یعنی" میری اتباع کرو (پیروی کرو) تو اللہ تم سے محبت کریگا" متبع نبی (نبی کی اتباع کرنے والا) محبوب خدا ہو جاتا ہے۔ محبّ (Lover/Friend) اور محبوب (Beloved) دونوں باہم جدا نہیں ہو سکتے۔

لہذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر (Image) بنو تو خدا کے پاس عزیز ہو جاؤ گے۔ خدا تم کو چاہے گا تمہاری مرادیں (Objectives) برلائے گا (پوری کریگا)۔

صورت سیرت بنے تمہاری نقشہ ایسا جمنا
ارے مرے یار کچھ ایسا رنگنا جو دیکھے منہ تکنا (حسرت صدیقی)

بہرحال جتنی محنت (Effort) اُتنی عنایت (Favour)، جتنی عزت (Dignity) اتنی ہی کرامت (Marvellous Act) یعنی عروج (معراج)۔

کھینچ کر مانِع قدرت نے کہا واہ رے میں !
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں !

☆ **حدیث قدسی** : یہ حدیث قدسی ہے لَوْ لَاکَ لِمَا خَلَقْتَ الْاَ فْلَاکُ " اے میرے محبوب [ﷺ] اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو آسمان، زمین کو نہ پیدا کرتا"۔ یہ اللہ تعالیٰ کا معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمان ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ عرش، جنت و آسمانوں کی سیر سے حضور فخرِ موجوات صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت حاصل ہوئی بلکہ جن مقامات سے حضور پاک ﷺ گزرے ان مقامات کو حضور ﷺ نے معراج عطا فرمائی۔ کیوں کہ یہ آسمان، زمین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت وجود میں آئے۔ اسطرح ان کی عظمت بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Back to Questions

کے قدم ناز کی وجہ سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج تو قربت الٰہی اور دیدار الٰہی ہے جیسا کہ سورہ النجم میں فرمایا گیا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیo فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی o یعنی (اللہ و رسول اللہ) ایک دوسرے سے ایسے قریب ہو گئے جیسے دو کمانیں (Bows) ہیں کہ آپس میں ملی ہیں۔ یا اس سے بھی قریب تر (کہ کمانوں کا نام تک نہ رہے)۔

☆ **قرآن کریم** شاہد ہے قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْن یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد گرامی ہے کہ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَكُلُّ خَلْقٍ مِّنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ (حدیث) یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور ساری خلقت (Cosmos) میرے نور سے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا زمین پر سایہ نہ پڑھنا بلکہ لباس جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیب تن فرماتے اس کا بھی سایہ (Shadow) زمین پر نہ پڑھنا۔ ان ساری دلیلوں کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت (Composed of Devine Light) ہے۔

سوال۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ قربتِ الٰہی (Close Proximity of Allah) کو قاب قوسین یعنی دو کمانوں کے فاصلہ سے کیوں تشبیہ (مثال) دی گئی؟

جواب ۔ اسکی جو وجہ یا ضرورت جو اللہ تعالیٰ جانتا ہے، وہ ہی معتبر اور صادق (Trust-worthy) ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اس کی ایک یہ بھی وجہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ اہل عرب کا دستور (Custom) ہے کہ جب وہ آپس میں کامل درجہ کا اتحاد اتفاق چاہتے تو ایک دوسرے کی کمانیں (Bows) آپس میں ملاتے، جن کا منشا (Intention) ہوتا کہ آج سے ہم دونوں میں ایسا اتحاد (United) ہو گیا کہ ایک کا تیر (Arrow) چلانا دوسرے کا تیر چلانا ہو گا۔ یعنی ہم آپس میں گھل مل کر رہیں گے۔ بہت ممکن ہے اسی مناسبت سے قرآن حکیم میں یہ فرمایا گیا کہ آج دونوں کمانیں مل رہی ہیں یعنی کمانِ الوہت (Devinity) اور کمانِ عبدیت (Servilude)، جس کا مقصد یہ

Back to Questions

ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا''۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو عبدِ محض (Absolute Servent of Allah) ہیں، ان کی اِطاعت (Obediency) اللہ تعالیٰ کی اطاعت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹھی بھر خاک پھینکنا اللہ کا پھینکنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنا اللہ کے ہاتھ پر بیعت (Pludge of alligence) کرنا ہوگا۔ (القرآن) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت (Closeness) ہی اللہ تعالیٰ کی قربت (Proximity) کا پیش قیمہ (Pre-amble) ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ جس کو زہے نصیب (By Luck) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت (Affection) مل گئی، وہ اُسی وقت سے اللہ تعالیٰ کا چہیتا اور پسندیدہ بن گیا۔ اور مقصدِ حیات پا گیا۔

امت کی معراج نماز ہے: جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک (Holy Heart) کو تین مرتبہ آبِ زم زم سے دھو دیا گیا، اُسی طرح اُمت کی معراج نماز ہے اور نماز کے وقت تین تین مرتبہ وضو (ablution) میں اعضاء (Limbs) کا دھونا فرض اور مستحب ہوا۔

سوال: اسریٰ (معراج) کا کچھ مختصر مگر جامع بیان کیجئے؟

جواب: مکہ معظّمہ تا بیت المقدس تک کا سفر ''اسریٰ'' کہلاتا ہے اور وہاں سے سدرۃ المنتہی تک کا سفر ''معراج'' کہلاتا ہے۔ عام طور پر معراج کا لفظ دونوں کیلئے مستعمل (استعمال ہوتا) ہے۔

اسریٰ: معراج نبی ﷺ (۲۷) رجب پیر کی شب 12 نبوی مطابق 22 / مارچ 621ء کو ہوا۔ یعنی نبوت ملنے کے ۱۲ ویں سال واقعہ ہوا۔

حضور ﷺ سے محبت رکھنے والے کیلئے بُراق: رضوان جنت (Paradise janitor) حوض کوثر سے پانی لئے حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے غسل (Bath) فرمایا۔ پھر جنتی لباس (Dress) پہنایا گیا۔ نورانی عمامہ (Luminious turban) سر پر باندھا گیا۔ عبا (Long Cout) پہن کر چادر اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم برآمد (باہر) ہوئے۔

Back to Questions

سواری کیلئے ''براق'' پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔ کہا گیا ''جبرئیل یہ خوشی کا وقت ہے میرے حبیب ﷺ سے پوچھو کے رنج و ملال(Grief) کا سبب کیا ہے''۔ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''جبرئیل مجھے خلعت (Robe of honour) سے سرفرازی ہو رہی ہے اور براق سواری کیلئے آیا ہے۔ لیکن روز قیامت میری اُمّت کے لوگ مصیبت کے مارے اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے کہ ہزار برس کا قیامت کا راستہ اور ''پلِ صراط'' کو طے کرنا ہوگا کیوں کر اور کسطرح طے کر سکیں گئے۔ یہ افکارات (Worries) مجھے غمزدہ(Concern) کر رہے ہیں۔ حکم الٰہی ہوا ''میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا ہر گز غم نہ کیجئے۔ جس طرح آپ ﷺ کیلئے دولت خانہ پر براق بھیجا گیا' اُسی طرح قیامت کے دن ہر اُمتی جس کے دل میں آپ کی محبت ہوگی انکے لئے ایک ایک براق ہوگی اور وہ پل بھر میں (پلک مارنے تک) قیامت اور پل صراط کا راستہ طے کر کے بہشت (جنت) میں پہنچ جائیں گا''۔

غرض سواری چلی جا رہی ہے جبرئیلؑ رکاب(Seat) تھامے ستر ہزار فرشتے سیدھے طرف اور ستر ہزار فرشتے بائیں طرف نور کی خندلیں(Lanteen) اٹھائے ہوئے جن میں حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بھی ہیں۔ حکم ہوا، ''جبرئیل میرے حبیب [ﷺ] کے چہرہ پر کئی ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ایک پردہ اٹھاؤ۔'' ایک پردہ اٹھانا تھا کہ نور کے جو لکھو کھا قندیلیں روشن تھیں حضور ﷺ کے نور کے سامنے ماند (پھیکے) پڑ گئیں۔

عالم برزخ کی سیر: اس موقع پر حضور ﷺ کو عالم برزخ (World after death) کی سیر کرائی گئی اور عالمِ دنیا(Carporal World) کے ہر ایک نیک اور بد(Virtuous & Evil) عمل کے مثالی(Semilitude) شکلیں دیکھائے گئے۔ جیسے

1۔ **بے نمازی کی سزاء**:۔ ان لوگوں کے سر کو وزنی پتھروں سے کچلا جا رہا ہے کہا گیا کہ

Back to Questions

یہ لوگ پانچ وقت نماز نہ ادا کرتے تھے۔

2۔زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کی سزا ۔ یہ لوگ ننگے ہیں، بجز یہ کہ اُن کی شرمگاہ (Private Parts) ہیں دَھجیاں سی پڑی نظر آ رہی ہیں ۔ اُن کی حالت یہ ہے کہ دوزخ کے جنگل کی گھانس کاٹنے، پتھر، اَنگارے سب کچھ کھا جاتے ہیں، مگر اُن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ یہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے بلکہ خود کھا جاتے تھے۔

3۔زنا کرنے والوں کی سزا:۔ کچھ عورتیں اور مرد جمع ہیں۔ اُن کے سامنے اچھا نفیس (Clean) گوشت پکا ہوا رکھا ہے۔ ایک دوسری طرف کچا بد بودار گوشت۔ یہ لوگ بد بودار گوشت کھا رہے ہیں۔ کہا گیا کہ یہ وہ عورت و مرد لوگ میں جو اپنے حلال و پاک زوجہ (Pouse) کو چھوڑ کر حرام اور زنا (Adultery) کیا کرتے تھے یعنی یہ لوگ اپنے حلال اور جائز رشتہ کو چھوڑ کر غیروں اور نا جائز عمل کی طرف رغبت (Attract) کرتے تھے۔

4۔ڈاکوؤں کی سزا۔ آپ ﷺ کچھ اور آگے بڑھے تو ملاحظہ (دکھا) فرمایا کہ سرِ راہ (On the way) چند لوگ آگ کی سولیوں (Cross) پر لٹکے ہوئے ہیں اور جو کوئی ان کے پاس سے گزرتا ہے تو اُنکے کپڑے اور سر کے بال نوچ لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رہزنی (Robbery) کرتے لوگوں کو ایذا (Trouble) پہنچاتے اور گالی گلوج (Abuse) کرتے تھے۔

5۔امانت میں خیانت کرنے کی سزا:۔ ایک شخص کو دیکھا جو نہایت کمزور ہے اور اپنے سر پر لکڑوں کا گھٹا اُٹھانا چاہتا ہے، مگر وزنی ہونے کی وجہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ اُس کو ہلکا کرنے کیلئے بجائے کچھ لکڑیاں کم کرنے کے اور لکڑیاں زیادہ کرتا جاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو تھوڑی اَمانت کا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا (اس میں خیانت کرتا ہے)۔ مگر امانتوں کو زیادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

Back to Questions

6۔ جھوٹی باتیں کرنے والوں کی سزا: ۔اس جماعت (Group) کے منہ، زبان اور ہونٹ آگ کی قینچیوں (Scissors) سے کاٹے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹی خبریں سنا کر لوگوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

7۔بے عمل واعظ اور مغرر کی سزا: ان لوگوں کے حلق چیرے جا رہے ہیں اور منہ میں چھریاں (knivies) ماری جا رہی ہیں۔ یہ لوگ واعظ و نصیحت بیان کرتے مگر خود عمل پیرا نہ تھے۔

8۔فساد برپا کرنے والوں کی سزا: ۔ایک میدان میں چھوٹا سا سراخ (Hole) ہے اس میں سے موٹے بیل باہر نکل کر پھر اُس سوراخ میں واپس جانا چاہتے ہیں۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جو چھوٹا منہ اور بڑی بات نکالتا تھا۔ اور اُس سے بڑا فساد برپا ہوتا تھا۔ پھر وہ نادم ہو کر اُس بات کو واپس لینا چاہتا تھا۔ مگر واپس نہیں لے سکتا۔

9۔سودخوروں کی سزا: ۔ان لوگوں کے پیٹ برج (Tower) کی طرح بڑے اور شیشہ (Glass) کی طرح صاف ہے اور پیٹ میں سانپ بچھو بھرے ہوتے ہیں جو ان کو کاٹ رہے ہیں ۔ان کے ہاتھوں میں آگ کے طوق (Chain) اور پیر میں بیڑیاں (Shackles) پڑے ہوئے ہیں۔ اُس بوجھ کی وجہ اُٹھنا چاہ کر گر پڑتے ہیں۔ اِتنے میں ایک گھوڑا (Horse) آتا ہے اُنکو کچل کر جاتا ہے۔ وہ رونے لگتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سودخور تھے۔

10۔یتیموں کا مال کھانے والوں کی سزا: ان لوگوں کے منہ اونٹ کی طرح ہیں اور فرشتے اُن کے منہ چیر کر آگ کے اَنگارے حلق میں ڈال رہے ہیں جو پیٹ سے ہو کر پاخانے کی راہ سے نکل جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال کھاجاتے تھے۔

11۔غیبت کرنے والوں کی سزا: ان لوگوں کے جسموں کا گوشت کاٹ کر فرشتے ان ہی کو کھلاتے جاتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا ہے یعنی

Back to Questions

غیبت(Back Biting) کرتے تھے۔

12۔ شراب پینے والوں کی سزا: یہ لوگ جن کا منہ کالا، آنکھیں نیلی، نیچے کے ہونٹ زمین پر گھسیٹتا ہے اور اوپری ہونٹ سر پر رکھا ہوا ہے۔ لہو(خون) ان کے منہ سے جاری' جو بدبودار ہے اور آگ کے پیالوں میں دوزخ کا کھولتا ہوا پیپ زبردستی پلایا جارہا ہے۔ یہ لوگ دنیا میں سیندھی شراب حرام پیتے رہتے تھے۔

13۔ جھوٹی گواھی دینے والوں کی سزا:- یہ لوگ جن کا منہ سور (Pig) کی طرح ہے۔ اُن کی زبانیں پیٹ پر لٹک رہی ہیں جو سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی (False Witness) دیتے تھے۔

14۔ عورت اور مرد جو ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کرتے ان کی سزا:۔ ان لوگوں کو آگ کے کپڑے پہنا کر کوڑوں سے مارے جارہے ہیں۔ یہ درد کے مارے کتوں کی طرح چلارہے اور رورہے تھے۔ یہ لوگ حق تلفی کیا کرتے تھے۔ ان میں سے مرد بھی ہیں جن کے آدھے دھڑ گرے ہوئے ہیں اور عذاب میں مبتلا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دو یا زیادہ منکوحہ یا بیویوں میں عدل(انصاف) نہیں کرتے تھے۔

15۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والوں کی سزا: آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک جماعت آگ میں جلائی جارہی ہے۔ ادھر جل چکی ادھر پھر زندہ ہوگئی۔ یہ لوگ ماں باپ کی نافرمانی(disobediency) کیا کرتے تھے۔

16۔ ناحق قتل کرنے والوں کی سزا: یہ لوگ ہیں جن کو فرشتے چھریوں سے ذبح (Slaughter) کررہے ہیں۔ ان کے حلقوں سے سیاہ (کالا) بدبودار خون نکل رہا ہے۔ یہ لوگ ناحق قتل وخون(Murder) کرتے تھے۔

Back to Questions

17- **غرور و تکبر کرنے والوں کی سزا**: یہ لوگ پہاڑوں کے برابر پتھروں کے درمیان پسے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں غرور تکبر (Proud) کیا کرتے تھے۔

18- **منافق کی سزا**: یہ لوگ مقید ہیں۔ اُن کے جسم کے مختلف سوراخوں یعنی منہ کان وغیرہ سے آگ کے شعلہ (Flames) نکل رہے ہیں۔ زبردست فرشتے جن کے ہاتھوں میں آگ کے ستون (Tower) ہیں اس سے اُن کو عذاب کرر ہے ہیں۔ یہ لوگ منافق (Hypocrite) تھے۔ یعنی ظاہر میں ایمان دار مگر باطن میں کافر غیر ایماندار اور فاسق (Transgressor) تھے۔

19- **ریا کاری کرنے والوں کی سزا**: یہ لوگ باؤلی میں ڈول ڈال کر بڑی محنت سے کھینچتے ہیں مگر وہ ڈول خالی آتا ہے۔ اسطرح عذاب میں گرفتار ہیں یہ لوگ دنیا میں ریا کاری (Hypocrisy) سے عبادت و عمل کیا کرتے تھے۔ یعنی ایسا عمل جو اللہ کی رضا مندی کے بجائے لوگوں کو خوش کرنے کی غرض سے۔

رسول اللہ ﷺ کا عالم برزخ میں عجیب وغریب واقعات ملاحظہ فرمایا: اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم برزخ (World after Death) میں عجیب وغریب واقعات کو ملاحظہ (Observe) فرمایا۔ آگے بڑھے تو دیکھا ایک عورت بہترین لباس اور زیور سے آراستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ [ﷺ] مجھے آپ سے کچھ عرض کرنا ہے لیکن آپ ﷺ اس عورت کے طرف بالکل مائل (متوجہ) نہیں ہوئے۔ اور آگے بڑھ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ''یا رسول اللہ [ﷺ] یہ عورت 'دنیا' تھی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج اس سے کلام فرماتے یا اس کی طرف توجہ فرماتے تو حضور ﷺ کی ساری اُمت دنیا میں پھنس کر آخرت کو بالکل چھوڑ دیتی'' یہ بات ابھی ختم ہی نہیں ہوئی تھی کہ ایک بوڑھیا بدشکل گذری جس کو دیکھ کر نفرت ہوتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہی دنیا ہے جو پہلی صورت میں دھوکہ نہ

Back to Questions

دے سکی تو اَب اصلی صورت میں آپ ﷺ کے سامنے آئی۔ اس کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے چلے۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک بوڑھا آیا اور حضور کو بائیں جانب (left side) سے پکارا یا محمد [ﷺ] ذرا میری بات سن لیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ تب داہنے طرف (Right side) سے حضور اکرم ﷺ کو کان میں آواز آئی اور پیچھے سے بھی۔ آپ ﷺ نے کسی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی۔ اور سیدھے چلے گئے کچھ دور جا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ [ﷺ] جس بوڑھے نے آپ [ﷺ] کو پہلے پکارا تھا وہ یہود کے دِین کی روح تھی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ (Cristain) کے دین کی روح تھی۔ اور سامنے سے پکارنے والا مشرکوں کا دین تھا۔ اور پیچھے سے پکارنے والا آتش پرستوں (Fire Worshiper) کا دین تھا۔ اگر آپ ﷺ اُن کی طرف توجہ فرماتے تو آپ ﷺ کی اُمت جس جس طرف آپ ﷺ توجہ فرماتے ان کے دین پر ہو جاتی۔ بحمد للہ، اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بھٹکنے سے بچالیا۔

جنت و دوزخ کا مشاہدہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک آگے بڑھتی ہے۔ اثناءِ راہ (ON the Way) میں جنت کی آواز اور پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا اور مشک کی خوشبو آئی۔ کوئی کہتا ہوا سنائی دیا کہ اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ جلدی عطا فرمادے گا اور آپ ﷺ نے یہ ارشاد بھی سنا کہ اے جنت خوش ہو جا کہ وہ مسلمان مرد، مسلمان عورت تیرے سامان کے برتنے والے ہیں جو شرک (Polinsm) نہ کرتے اور مجھ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ''یا رسول اللہ [ﷺ] یہ جنت (Paradise) ہے جو اپنے اندر آنیوالے مسلمانوں کو طلب کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد اُسے مسلمان دئے جائیں گے۔''

اس کے تھوڑی دیر بعد ہی بدبو آئی اور وحشت ناک آواز آئی کہ ''الٰہی جن لوگوں سے مجھ

Back to Questions

کو بھرنے کا وعدہ کیا ہے اُنکو جلد بھیج دے''۔ اُس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی ''جلدی نہ کرکہ یہ مشرک مشرکہ کافر سرکش نافرمان جسکو قیامت آنے کا یقین نہ تھا وہ سب تجھے دیئے جائیں گے۔'' جبرئیلؑ نے کہا یارسول اللہ [ﷺ] یہ دوزخ (Hell) کی آواز ہے اللہ سے اللہ کے دشمنوں کو طلب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ عنقریب کافر مشرک نافرمان دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔

مقاماتِ متبرکہ کا ملاحظہ: جنت اور دوزخ کے کلام، سوال و جواب سنکر آپ ﷺ آگے چلے اور عالم برزخ سے باہر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ایک کھجور کے میدان پر پہنچی۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا ''یارسول اللہ [ﷺ] یہاں اُتر کر دو رکعت نماز ادا کریں''۔ حضور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے تو جبرئیلؑ نے کہا ''یہ یثرت یعنی مدینہ شریف ہے جو آپ ﷺ کی ہجرت کا مقام ہے۔'' اسطرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوہِ طور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ (بیت اللحم) اور دیگر معتبرک مقامات پر نماز پڑھاتے ہوئے چلے۔ آپ ﷺ کا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک پر سے بھی ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

بیت المقدس میں آمد: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے جارہے تھے کہ بیت المقدس کا دروازہ نظر آیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتے دو دو صف (line) باندھے کھڑے ہیں جب سواری مبارک ان سے گذری تو انہوں نے سلامی بجالائی۔ اور کہا۔

اَسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ، اَسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ، اَسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے دروازے پر براق (Lightening horse) سے اُترے۔ جس حلقے سے تمام پیغمروں نے اپنے سواریوں کو باندھا تھا، اُسی حلقہ سے آپ ﷺ کا براق باندھا گیا۔

Back to Questions

جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر وہاں جمع تھے۔ میری نظر پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر پڑی میں نے سلام کیا اور حضرت آدمؑ بڑی محبت سے سلام کا جواب دیا۔ پھر اسکے بعد ایک کے بعد دیگر حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ اور دوسرے پیغمبران سے سلام علیک اور جواب میں سلام علیک ہوا۔ پھر جبرئیلؑ نے اذاں دی۔ آسمان کے دروازے کھلے فرشتے اِس قدر اُترے کہ پوری مسجد بھر گئی اور پورا جنگل بلکہ زمین وآسمان بھر گئے۔ اِمامت کی جگہ ابھی خالی تھی۔ گوکہ ہر ایک پیغمبر اس وقت نماز پڑھانے کی تمنا رکھتا تھا، مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ اِمامت کے مصلیٰ پر جا کھڑا ہوئے۔ ایسے میں جبرئیل علیہ السلام صفوں سے باہر آئے اور رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر عرض کیا''میں مشرق سے مغرب تک جنوب سے شمال تک زمین وآسمان میں پھرا ہوں، مجھے قسم ہے رب العزت کی آپ ﷺ سے زیادہ افضل کسی کو نہ پایا۔ آج اِمامت کے قابل صرف آپ ﷺ ہی ہیں''۔ یہ کہہ کر حضور ﷺ کو آگے مصلیٰ امامت پر جانے کی درخواست کی جس کو تمام انبیاء کرام نے بھی تسلیم کیا۔ پھر جبرئیلؑ نے اذاں دی اور پھر تکبیر کہی، انبیاء اور فرشتے صف باندھکر کھڑے ہوگئے۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم آقائے دوجہاں رحمت العلمین، نبی اول وآخر الزماں نے امامت فرمائی۔ آپ ﷺ کی قیادت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے نماز دو رکعت ادا کئے۔ نماز کے بعد حضور ﷺ کو حلقہ میں لے کر تمام پیغمبروں نے ایک کے بعد دیگر خطبہ فرمایا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ان کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے نعمت و بزرگی عطا فرمائی بطورِ شکرانہ بیان فرمائے۔ آخر میں حضور ﷺ نے خطبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو رؤف ورحیم، رحمت العالمین جیسے خطابات سے سرفراز فرمانے کا تذکرہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے بیان سے سب پر یہ واضح ہوگیا کہ

Back to Questions

آپ ہی افضل الانبیاء ہیں۔ محبوب کبریا ہیں اور آپ کی اُمت کو برگزیدہ کیا گیا اور آخرت میں سب سے پہلے بخشے جا کر جنت میں داخل ہونگے۔ اسکے فوری بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ اور ایک میں شراب تھی۔ حضور ﷺ نے شراب سے نفرت فرمائی دودھ کا برتن لے کر نوش (پیا) فرمایا۔ اس پر جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ آج سے آپ ﷺ کی اُمت پر شراب حرام ہوجائے گی۔ دودھ آپ ﷺ نے پسند فرمایا گویا آپ ﷺ نے اپنی اُمت کیلئے ہدایت و دینداری اور علم کی دولت سے سرفراز ہونے کو اختیار فرمایا۔ اسطرح آپ ﷺ نے اُمت کو گمراہی سے بچالیا۔ یہاں سے حضور ﷺ بیت المقدس سے باہر تشریف لائے۔

بیت المقدس تا سدرۃ المنتہیٰ کا سفر (معراج)

بیت المقدس کے دروازہ پر سیڑھی لگائی گئی تھی۔ یہ سیڑی نہایت خوبصورت تھی۔ جسکا دوسرا سرا آسمان کے دروازے سے ملا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سیڑھی پر چڑھتے وقت دونوں طرف فرشتے زمین سے آسمان تک صفیں باندھ کر کھڑے ادب سے سلام عرض کررہے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اُن فرشتوں کا افسر (Officer) ایک بہت بڑا قوی ہیکل (Gigantic) فرشتہ بھی مجھ کو سلام کیا اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ یارسول اللہ [ﷺ] حضرت آدمؑ کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار سال پہلے سے مجھ کو اس سیڑھی کے سرے پر ٹھرایا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے آپ ﷺ کی محبت میں آج آپ ﷺ کی ملاقات کی دولت سے سرفراز ہوا ہوں۔

آپ ﷺ کو اُس سڑھی سے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ اوپر چڑھے اور آسمانِ دنیا (پہلے آسمان) کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کا نام ''باب الحفظہ'' ہے اور اسکے داروغہ (In-Carge) اسمٰعیل

Back to Questions

نامی فرشتہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش (ولادت) سے آج تک آپ کی ملاقات کا مشتاق (Wish Ful) تھا۔ دربان نے کہا ''کون ہے'' جواب دیا میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو یاد فرمایا ہے۔ دربان (Gate Keeper) نے کہا مرحبا مرحبا ''مبارک ہو آیئے'' اور قُفل کھولا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر پہنچے وہاں دراز قد اور نورانی صورت والے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ آدم علیہ السلام داہنے طرف دیکھتے اور ہنس دیتے اور بائیں طرف دیکھتے اور رو پڑتے۔ کیونکہ داہنے طرف جنت کی خوشبودار دروازہ ہے اور بائیں جانب بدبودار دروازہ جہنم ہے۔ دونوں طرف آپ علیہ السلام کی اولاد کی روحیں اپنے مقام پر ہیں یعنی جنتی اور دوزخی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا اور آدم علیہ السلام نے نہایت خوشی سے سلام کا جواب دیا۔

پکارہ آدم علیہ السلام نے جب دیکھا محمد ﷺ کو
مرا نورِ نظر تسکین دہ مانِ حزین آیا ﷺ حسرتؔ صدیقی

پہلے آسمان پر ''قیام'' فرض ہوا: پہلے آسمان پر حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکل دیکھی اور ہزاروں فرشتوں کو قیام (کھڑے) میں سر جھکائے ہوئے اللہ کی تسبیح میں مصروف دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وضع (Manner) پسند آئی۔ چنانچہ نماز میں اللہ تعالیٰ نے ''قیام'' کو فرض فرمایا۔

دوسرے آسمان پر ''رکوع'' فرض ہوا: دوسرے آسمان پر آپ ﷺ تشریف لے گئے یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، چوطرف فرشتوں نے مرحبا کا غل مچایا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ دوسرے آسمان پر فرشتے صفیں باندھے سب ''رکوع'' میں تسبیح کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ وضع پسند آئی تو اللہ تعالیٰ نے نماز میں

Back to Questions

''رکوع'' فرض کر دیا۔

تیسرے آسمان پر نماز میں ''دو سجدے'' فرض کئے گئے : تیسرے آسمان پر آپ ﷺ تشریف لے گئے تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہاں فرشتوں کو دیکھا کہ سب سجدے میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سلام کیا، سب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھا کر سلام کا جواب دیا اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ آپ کو یہ وضع بھی پسند آ گئی چنانچہ نماز میں ''دو سجدے'' فرض کر دئے گئے۔

چوتھے آسمان پر ''آخری قعدہ'' فرض ھوا : چوتھے آسمان پر تشریف لائے تو وہاں آپ ﷺ حضرت اِدریس علیہ السلام (جو زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے) اور عزرائیل ؑ (ملک الموت) سے ملاقات فرمائی۔ یہاں فرشتوں کو ملاحظہ (دیکھا) فرمایا کہ سب ''قعدہ'' (Sitting up) میں بیٹھے ہوئے تسبیح میں ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ وضع (طریقہ) پسند آ گئی اسلئے نماز میں ''آخری قاعدہ'' فرض کر دیا گیا۔

پانچویں آسمان: پانچویں آسمان پر آپ ﷺ تشریف لے آئے جو وہاں آپ ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات فرمائے۔ ان سب نے بہت محبت سے سلام کا جواب دیا اور مرحبا مرحبا کہتے ہوئے ملاقات کی۔

چھٹے آسمان پر حضرات نوح و موسیٰ علیھم السلام سے ملاقات: آپ ﷺ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ یہاں دوسرے آسمانوں سے زیادہ فرشتے

Back to Questions

اللہ تعالیٰ کے خوف سے چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔

ساتویں آسمان پر بیت المعمور: آپ ﷺ چھٹے آسمان کی سیر کرتے ہوئے ''ساتویں آسمان'' پر تشریف لائے، یہاں حضرت اسرافیل علیہ السلام (سور پھونکنے والے فرشتے) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سونے کی کرسی پر ایک مکان ''بَیۡتُ الۡمَعۡمُوۡر'' سے ٹیکہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے جو آسمانوں پر فرشتوں کا کعبہ ہے سارے فرشتے اسی ''بَیۡتُ الۡمَعۡمُوۡر'' کے اطراف طواف کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مکہ معظّمہ میں تعمیر فرمایا تھا لوگ اُس کا حج کرتے ہیں۔ ہر نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اسکے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کے کعبہ ''بیت المعمور'' میں جگہ عطا فرمائی۔ ہر دن ستر ہزار (70,000) فرشتے اس ''بَیۡتُ الۡمَعۡمُوۡر'' کا حج کرتے ہیں۔ لیکن فرشتے اتنے کثیر تعداد میں ہیں کہ ایک مرتبہ آئے ہوئے قیامت تک نہیں آسکتے یعنی ان کی موقع نہیں ملتا۔

خلیل اللہ نے دیکھا جو حضرت ﷺ کو تو فرمایا
مرا لختِ جگر عزت نشان مسند نشین آیا — حسرتؔ صدیقی

سوّم کلمہ کا کثرت سے پڑھنا: چھوٹے چھوٹے بچے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ بچے ہیں جو کم عمری میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اور انہوں نے مبارک باد دی اور فرمایا ''اے محمد [ﷺ] اپنی امت کو میرے پیغام پہنچانا کہ جنت کی زمین نہایت بہترین ہے، اس میں درخت لگانا اور باغ بنانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔'' اسکا طریقہ یہ ہے کہ سوم کلمہ تَمۡجِیۡد کثرت سے پڑھا کریں۔ آپ ﷺ بیت المعمور میں داخل ہوئے۔ ایک فرشتے نے اذاں دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام فرشتوں کی اِمات فرمائی اور نماز پڑھائی۔ تو امام الملائکہ

Back to Questions

کا لقب عطا ہوا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ جس طرح یہ فرشتے جمع ہیں اُس طرح میری اُمت کے لئے دن مقرر فرما۔ چنانچہ عبادت کیلئے ''جمعہ'' عطا ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر ''بَیۡتُ الۡمَعۡمُوۡر'' سے باہر تشریف لائے۔ اِس اِمامت کے صلہ میں تین خطاب عطا ہوئے۔

۱﴿ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ سَیِّدُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ (اے نبی[ﷺ] آپ سارے نبیوں کے سردار ہو)

۲﴿ یَا اِمَامُ الۡمُتَّقِیۡنَ (اے نبی[ﷺ] آپ جہاں بھر کے متقی پرہیزگاروں کے امام ہو)

۳﴿ وَقَایِدَ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ (قائد[کھینچنے والے] روشن پیشانی اور ہاتھ پاؤں والوں کے)

سدرۃ المنتہیٰ: اس مقام کے قریب حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے۔ اِس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی۔ اس مقام پر ایک بیر کا درخت ہے جس کی ٹہنیاں سونے کی اور پتے ہاتھی کے کان کے برابر اور پھول گھڑے جیسے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہاں ایک نہر (Canal) دیکھی جسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد (Honey) سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا یہ حوض کوثر ہے یہاں سے جبرئیل علیہ السلام رخصت ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسکا سبب (وجہ) پوچھا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر میں یہاں سے ایک اُنگشت (انگلی) برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلی اِلٰہی سے میرے پَر (Wings) جل جائینگے۔ جبرئیل علیہ السلام معذرت (Apology) چاہ کر واپس لوٹ گئے۔ اچانک ''رف رف'' ظاہر ہوا۔ رف رف نور کا مسند (تخت) ہے۔ اس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ اور آگے چلنے لگے۔ وہ ستر ہزار (70,000) نور کے پردے طے کرنیکے بعد ''رف رف'' آپ ﷺ کو عرش کے قریب پہنچا کر غائب ہوگیا۔ اور ندا (آواز) آئی ''آؤ میرے حبیب، میرے محبوب آؤ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین (جوتے) اتارنا چاہا، عرش حرکت کرنے لگا اور حکم ہوا۔ نعلین نہ اتارو،

Back to Questions

بلکہ پہنے ہوئے چلے آؤ تا کہ عرش قرار پا سکے۔

شب معراج سے محبوب سے اللہ نے کہا
آ حسینوں کے حسیں آ شہ خوباں آ جا — حسرتؔ

یا محمد ﷺ اُدْنُ اُدْنُ: پھر اللہ رب العزت کا ارشاد عالی ہوا کہ محبوب آؤ اور قریب آؤ، حتی کہ آپ ﷺ عرشِ اعلیٰ پر پہنچے تو پھر کلام الٰہی کی آواز آئی۔ ''یا محمد اذن اذن'' یعنی 'اے محمد اور قریب آؤ اور قریب آؤ'۔

معراج میں جس دم آئے نبی اللہ نے کہا اذن منی
تو شکر میں جو کچھ تھا اپنا لٹوا دیا کملی والے نے
قوسین وجوب وامکان کے معراج میں جس دم آ کے ملے
سب دارہ وحدت کے سوا مٹوا دیا کملی والے نے
حسرتؔ صدیقی

حدیث شریف میں ہے کہ رَب العزت اِس قدر قریب ہوا کہ جس قدر دو کمانیں مل کر نزدیک ہوتی ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی زیادہ، سورۃ انجم آیت (9) میں ایسا ہی فرمایا، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جو دیکھا اُسکو زبان بیان نہ کر سکے گی۔ اُسی ذوق وشوق میں میرا رُونگٹا رُونگٹا محوِ ثناءِ کبریا (Totally absolved in the praise of Allah) رہا۔ یعنی دیدارِ الٰہی میں آپ ﷺ ہمہ تن مصروف رہے۔ فرماتے ہیں، اُسی وقت مجھ کو علمِ اوّلین اور آخرین (تمام آنے والے اور گذرے ہوئے لوگوں کے حالات کا علم) عطا ہوا۔ اُس وقت میرے رب نے وہ دکھایا جو نہ کسی نظر نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔ یعنی جلوئے تجلی اعظم (شانِ الوہیت الٰہی) کے دیدار سے آپ ﷺ مشرف ہوئے۔ اِسکے علاوہ آپ ﷺ اور اللہ تعالیٰ میں بہت سے

Back to Questions

اَسرار (راز و نیاز) ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُمت کی مغفرت (Salvation) مانگی۔ اِرشاد ہوا ''ستر ہزار بخشا'' آپ مغفرت مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ تعداد بڑھاتا رہا۔ آخر ارشاد ہوا کہ ''آج ہی سب کو بخشوالینگے تو روز قیامت کیلئے کیا رہے گا''۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاةُ وَالطَّیِّبَاتُ ''یعنی ہر تعریف و نیازیں و پاکیزہ چیزیں صرف اللہ کیلئے ہیں۔ تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ ''یعنی اے نبی ﷺ آپ پر درود وسلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ تو اُسی وقت آپ ﷺ نے اپنی گنہگار اُمت کو بھی اپنے ساتھ شامل فرماتے ہوئے فرمایا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلیٰ عِبَدِاللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ''یعنی ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ یہ سن کر فرشتوں نے عرض کیا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ '' بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے ظاہری اور باطنی نعمتیں اور اُمت کے لئے پچاس (50) نمازوں کا تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ لیکن بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار گذارش سے اور آپ ﷺ کی درخواست پر اللہ تعالیٰ پچاس وقت کی نماز میں تخفیف (کمی) کرکے چوبیس گھنٹوں میں پانچ وقت کی نماز مقرر کردی۔ مگران پانچ وقت کی نماز کا پچاس نمازوں کے برابر ثواب مقرر فرمایا۔ اسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آرزو پر ایک ہی معراج میں نو(9) مرتبہ شرف دیدار (Devine Vision) وہم کلامی ہوتی رہی۔ مُفسرین (Theologion) وبعض علماء فرماتے ہیں رسول خدا ﷺ کو (34) چونتیس مرتبہ معراج ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم'' اسریٰ ومعراج'' کا سفر رات کے کچھ لمحوں میں طے فرمائے۔ چنانچہ واپسی میں (آسمانوں سے) آپ ﷺ پہلے بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں سے مکّہ معظّمہ میں اپنے دولت کدہ (Home) تشریف لائے۔ جو کعبہ کے حجر اسود (Sacret Black Stone) کے قریب تھا۔

Back to Questions

واپسی ''براق'' کے ذریعہ ہوئی۔ آپ ﷺ کی واپسی پر آپ ﷺ وضو کے لوٹے سے پانی ویسے ہی بہہ رہا تھا جیسے چھوڑ گئے تھے۔ بستر (Bed) مبارک گرم تھا دروازے کی زنجیر (Chain) ہل رہی تھی۔

صبح ہوئی تو آپ ﷺ خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور اپنی معراج کا واقعہ لوگوں کو سنایا۔ سنّے والوں میں ابوجہل بھی موجود تھا اور معراج سے انکار کرنے والوں میں سب سے اول تھا۔ وہ دوڑتا ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ آپ [ﷺ] کے صاحب (ساتھی) اب عالم بالا (Sublim World) کی سیر کرکے ایک ہی رات میں واپس چلے آئے ہیں۔ کیا آپؓ اُس کی تصدیق کرینگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اگر آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو بے شک یہ حق اور سچ (True & Just) ہے۔ اکثر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس زمین پر آپ ﷺ کے پاس آتے جاتے ہیں تو آپ ﷺ کا بیت المقدس اور معراج کا سفر طے کرنا کیا دشوار ہے''۔ یعنی بڑی بات نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر o بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

لقب ''صدیق'' اللہ تعالی کا منتخب کردہ ہے : دیکھو! ابوجہل کو کبھی یقین نہ آیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کبھی شک نہ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کی جسمانی اور روحانی دونوں معراج کے قائل ہیں۔ کیوں نہ ہوں صدیق اکبر جو ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ''صدیق'' اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ ہے۔ نہ کہ مخلوق کا۔

بیت المقدس کا مشاہدہ: کفارِ مکہ معراج کے واقعات کی تصدیق کے لئے آپ ﷺ سے سوالات کرنے لگے کہ ''اگر آپ ﷺ نے بیت المقدس کو دیکھا ہے تو فرمایئے اُس کے کتنے دروازے یا کھڑکیاں ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو آپ ﷺ کے سامنے لا دیا اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کفّار کے سوالات کے جوابات بیت المقدس کو دیکھ کر

Back to Questions

دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے کفار سے یہ بھی کہا کہ ''میں تمہارے قافلہ کا (کاروان) کو دیکھا۔ جب میں بیت المقدس کی طرف جارہا تھا تو یہ قافلہ مقامِ تنعیم کے قریب تھا''۔ آپ ﷺ نے اُس قافلہ کے اونٹوں کی گنتی اور چند علامتیں بھی بتائے۔ اور کہا ''یہ قافلہ صبح سورج نکلنے کے وقت تک آجائیگا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تب کفار کو یقین ہوگیا۔ مگر ضد اور ہٹ دھرمی (Stubbornness) کا کیا علاج ہے؟ وہ ایمان نہ لائے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

مسئلہ عقیدہ : شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد حرام (مکۃ المعظمہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تشریف لیجانا روئے قرآن سے صراحۃً ثابت ہے۔ اس پر اعتقاد رکھنا فرض ہے۔ منکر ہوگا تو کافر ہوجائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر جانا اور واپس آنا احادیث سے ثابت ہے۔ اس پر بھی یقین رکھنا چاہئے۔ واقعہ معراج سے ثابت ہوتا ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت (Prophethood) عالم گیر (Universal) ہے۔ یعنی آپ ﷺ پوری انسانیت، جن وفرشتوں کیلئے رسول ہیں۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (سورۃ الاعراف) یعنی اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آخر میں میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے اور تمام مسلم بھائی بہنوں کو خصوصاً طلباء کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت واطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ خاتمہ بالخیر فرمائے ساری امت مسلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے جوڑ دے کہ ہماری کھوئی ہوئی عزت وآبرو ہمیں مل جائے۔ آمین

خادم

الفقیر سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری خالدی القدیری

فرزند وجانشین حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ